بصائر و عبر

اُخوتِ اسلامی اور اس کی اہمیت!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلامٌ علٰی عبادہٖ الذین اصطفٰی

اسلامی اُخوت وہ عالمگیر رابطۂ وحدت اور رشتۂ یگانگت ہے جو تمام جغرافیائی، نسلی، لسانی، ملکی اور وطنی حدود و قیود سے آزاد اور امتیازات سے وراء الوراء ہے۔ یہ وہ روحانی رشتہ ہے جو مادی علائق و روابط سے منزہ اور بالاتر ہے۔ وحیِ ربانی کی آیاتِ بینات اور صاحبِ وحی و رسالت ﷺ کے ارشاداتِ مقدسہ میں اس کی تفصیلات و تمثیلات کے مستقل ابواب موجود ہیں، ارشادِ الٰہی ہے:

’’کُنتُمْ اَعْدَاءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖ اِخْوَانًا۔ ‘‘ (آل عمران:۱۰۳)

’’تم (ایک دوسرے کے) دشمن (خون کے پیاسے) تھے، پس اللہ نے تمہارے دلوں میں اُلفت پیدا کردی، اب تم اس کے انعام و رحمت سے (ایک دوسرے کے) بھائی ہوگئے۔‘‘

ارشادِ نبوی (ﷺ) ہے:

’’اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ کَالْبُنْیَانِ یَشُدُّ بَعْضُہٗ بَعْضًا وَشَبَّکَ بَیْنَ أَصَابِعِہٖ۔ ‘‘

(صحیح البخاری، ابواب المظالم والقصاص، باب نصر المظلوم، ج:۱ص۳۳۱، ط: قدیمی)

’’ایک مومن دوسرے مومن کے لیے عمارت کے رَدّوں کی مانند ہے، جس کا ایک رَدّا دوسرے رَدّے کو مضبوط و محکم کرتا ہے۔ اور (آپ ﷺ نے اس تمثیل کا مشاہدہ کرانے کے لیے) اپنی ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں پیوست کرلیں اور فرمایا: اس طرح۔‘‘

نیز ارشاد ہے:

’’مَثَلُ الْمُؤْمِنِينَ فِي تَوَادِّهِمْ وَتَرَاحُمِهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ مِثْلَ الْجَسَدِ إِذَا اشْتَكٰى مِنْهُ عُضْوٌ تَدَاعٰى لَهٗ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَ الْحُمّٰى. ‘‘؟؟ (بخاری ومسلم بروایت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ)

’’مومنوں کی مثال باہمی دوستی، شفقت وعاطفت اور ایک دوسرے پر مہربان ہونے میں جسم (کے اعضاء) کی مانند ہے، جب جسم کا کوئی ایک عضو مرض میں مبتلا ہوتا ہے تو تمام جسم کے اعضاء بیماری کی تکلیف کی وجہ سے راتوں کو جاگنے اور بخار کا اثر قبول کرنے میں اس کا ساتھ دیتے ہیں (اور پورا جسم بیمار ہوجاتا ہے)۔‘‘

اس کے بالمقابل اس رابطۂ وحدت اور رشتۂ اُخوت کو پارہ پارہ کردینے کے بارے میں شدید وعیدیں اور بلیغ مثالیں آئی ہیں، چنانچہ ارشاد ہے:

’’أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَفْضَلَ مِنْ دَرَجَةِ الصِّيَامِ وَالصَّلٰوةِ وَالصَّدَقَةِ، قَالُوْا: بَلٰى، قَالَ: إِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ، فَإِنَّ فَسَادَ ذَاتِ الْبَيْنِ هِيَ الْحَالِقَةُ، لَا أَقُوْلُ: تَحْلِقُ الشَّعْرَ وَلٰكِنْ تَحْلِقُ الدِّيْنَ. ‘‘ (ابوداؤد، ترمذی، بروایت ابوالدرداءؓ)

’’فرمایا: کیا میں تمہیں روزہ، نماز اور صدقہ کے درجہ سے بھی افضل (عبادت) نہ بتلاؤں؟ (صحابہؓ نے) عرض کیا: کیوں نہیں؟! (ضرور بتلایئے) فرمایا: (وہ عبادت) باہمی تعلقات کی اصلاح (خوشگوار بنانا) ہے، اس لیے کہ اس کے مقابلہ پر آپس کے تعلقات کو بگاڑنا (اور خراب کرنا) ہی مونڈ دینے والی (معصیت) ہے، میرا مطلب یہ نہیں کہ یہ (حرکت) بالوں کو مونڈتی ہے، بلکہ یہ تو (پوری قوم کے) دین (وایمان) کو مونڈ ڈالتی ہے (تباہ کر دیتی ہے)۔‘‘

دنیائے اسلام کے لیے مسلمانوں کے باہمی اتحاد وتعاون سے بڑھ کر کوئی نعمت اور رحمت نہیں، جس طرح دنیا میں مسلمانوں کے تحزُّب (دھڑے بندی) اور افتراق سے بڑھ کر کوئی عذاب نہیں، قرآن کریم کی آیتِ کریمہ:

’’اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّ يُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ. ‘‘ (الانعام: ۶۵)

’’یا تم کو مختلف گروہوں میں بانٹ دے اور ایک دوسرے سے لڑادے (خانہ جنگی کے عذاب میں مبتلا کردے)۔‘‘

میں اسی عذاب کا ذکر فرمایا ہے۔

جہادِ پاکستان اور اتحاد

آج اگر مراکش سے لے کر انڈونیشیا تک کے مسلمانوں میں باہمی اتحاد وتعاون اور تنظیم کی روح کارفرما ہوجائے تو یقیناً دنیا کی سب سے بڑی طاقت اسلام اور مسلمانوں کی طاقت ہو۔ خدا کا شکر ہے کہ جہادِ پاکستان کے موقع پر اس اسلامی اتحاد وتعاون کی ہلکی سی جھلک سامنے آگئی اور ترکی، ایران، عرب اور جاوہ نے اس نازک موقع پر پاکستان کی اعانت وامداد کرکے یہ وحدتِ اسلامی کا بھولا ہوا سبق مسلمانوں کو یاد دلایا ہے اور اب محسوس ہوتا ہے کہ یہ جہاد کیا تھا ’نفحۃ الٰہیہ‘ (نسیم رحمتِ الٰہی) کا ایک ایسا جھونکا تھا جس نے اسلامی اُخوت ووحدت کی لہر بجلی کی طرح دنیا کے مسلمانوں میں دوڑادی اور مشاہدہ میں آگیا کہ جہاد ہی ایسی نعمت ہے جس کے ذریعہ حق تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کی سعادت اور دنیا کی عزت وعظمت میسر آسکتی ہے اور اسی نعمت سے محرومی مسلمانوں کی دنیا اور آخرت دونوں میں ذلت اور رسوائی کا باعث بنتی ہے۔ خاتم الانبیاء ﷺ نے اسی حقیقت کی طرف اُمت کو ذیل کے الفاظ میں متوجہ فرمایا ہے:

’’اَلْجِهَادُ مَاضٍ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.‘‘ (المعجم الاوسط)

’’جہاد قیامت کے دن تک جاری رہے گا۔‘‘

اندرونِ ملک میں بھی اسی جہاد کی برکت سے پوری قوم میں بے نظیر اتحاد و یگانت اور ہمدردی وتعاون کے جذبات یکدم بیدار ہوگئے، تمام جماعتی اور سیاسی تفرقے مٹ گئے، ایثار وسرفروشی کے احساسات بروئے کار آگئے اور چشم زدن میں اہلِ پاکستان اس عظیم نعمت سے سرفراز ہوگئے جس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا۔

درحقیقت پاکستان کا یہ دور نہایت مبارک ومسعود ہے جس میں قوم کو بہت بڑی سعادت سے ہمکنار ہونا نصیب ہوا، اور برسوں کے خوابِ غفلت سے پوری قوم بیدار ہوگئی۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ تاریخِ اسلام میں مسلمانوں کی ترقی وبرتری کا رازِ سربستہ منکشف ہوگیا، آیاتِ جہاد اور احادیثِ قتال فی سبیل اللہ کے حقائق وبرکات کا مشاہدہ ہوگیا۔

کاش! مسلمان اس عظیم الشان نعمتِ الٰہی کا صرف زبانی شکریہ کے بجائے حقیقی شکریہ ادا کریں اور اس منحوس زندگی کو یکسر ختم کردیں جو غضبِ الٰہی اور قہرِ خداوندی کو دعوت دیا کرتی ہے۔ اربابِ اقتدار کا بھی فرض ہے کہ اللہ کی دی ہوئی اس طاقت وقدرت سے صحیح فائدہ اُٹھائیں اور اس ملک میں اللہ تعالیٰ

کا قانونِ رحمت وحکمت یعنی مکمل نظامِ شریعت جلد از جلد جاری کردیں اور اس کی رہنمائی میں ملک کے اندر ایک صالح معاشرہ کی تشکیل کریں اور اس شکرِ نعمت کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے وعدے:

> ’’لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ.‘‘ (ابراہیم:۷)
>
> ’’اگر تم نے شکر کیا تو ہم تمہیں زیادہ دیں گے اور اگر تم نے کفر کیا تو (یاد رکھو) میرا عذاب بڑا سخت ہے۔‘‘

کے مطابق دنیا میں اور زیادہ سے زیادہ عزت وعظمت اور طاقت وقوت کی نعمت سے فراز ؟؟؟ ہوں اور آخرت میں رضاءِ الٰہی اور ابد الآباد تک رہنے والی لازوال نعمتوں سے مالا مال ہوں۔

مگر اس مقصد کے حصول کے لیے ضروری ہے کہ امریکہ، روس، برطانیہ، فرانس اور چین وغیرہ طاغوتی طاقتوں اور خالص مفاد پرست خود غرض قوموں سے اپنا دامن چھڑا کر احکم الحاکمین کی بارگاہِ جلال وکبریا میں سرِ نیاز خم کریں اور رب العالمین کی بارگاہِ قدس میں سربسجود ہو کر کونین کی نعمتوں اور سعادتوں سے سربلند اور سرخرو ہوں۔

پاکستان کی اصلاح کے لیے چند ضروری تجاویز

چند خوش آئند تبدیلیاں دیکھ کر خوشی ہوئی، ریڈیو کے نظام میں کچھ تبدیلی آگئی ہے۔ سنا ہے کہ کالجوں اور یونیورسٹیوں میں مخلوط تعلیم ختم کرنے کے لیے بھی احکامات جاری کردیئے گئے ہیں۔ سب سے زیادہ نیک فال یہ ہے کہ قرآن عظیم کے بارے میں پہلی مرتبہ یہ اعلان ہوا ہے کہ حکومتِ پاکستان قرآن کریم کی رہنمائی کو رہنما اصول کے طور پر تسلیم کرتی ہے۔ لیکن یہ تبدیلیاں اور اقدامات اصلاحِ حال کے لیے قطعاً ناکافی ہیں۔

ریڈیو پر اگرچہ عام گانے بند کردیئے گئے ہیں، لیکن قومی اور رزمی ترانے صنفِ نازک کی سریلی آوازوں اور طاؤس ورباب کے دلکش نغموں کے ساتھ اور موسیقی کی ترنم ریزیاں ابھی تک باقی ہیں، یہ نہ مرض کا پورا علاج ہے اور نہ کامل شکرِ نعمت۔ یہ درست ہے کہ معاشرہ کا مذاق اتنا بگڑ چکا ہے کہ یکدم اصلاح ممکن نہیں، تاہم مدبرانہ تدریجی نظام کے ساتھ مزید اقدامات کے جاری رکھنے کی ضرورت ہے۔ قرآنی قانون اور شرعی نظام جلد از جلد نافذ ہونا چاہیے، ہر قسم کے رَقص وسرود کی محفلیں رفتہ رفتہ ختم ہونی چاہئیں، کلبوں اور اعلیٰ سوسائٹیوں میں عورتوں اور مردوں کے بے محابا اختلاط، سرکاری تقریبات میں لازمی عورتوں کی شرکت کی بھی بیخ کنی ہونی چاہیے۔ اخبار اور رسائل میں ملکی اور غیر ملکی عورتوں کے

نیم عریاں فوٹو اور تصاویر کی اشاعت خصوصاً کاروباری اغراض کے لیے سینما اور دوسری کمپنیوں کے اشتہارات میں عورتوں کی تصاویر کی اشاعت و استعمال قطعاً ممنوع ہونا چاہیے۔ شراب نوشی اور قمار بازی بہرصورت قابل سزا جرم قرار دیا جانا چاہیے۔

غرض نہ صرف اغیار بلکہ اعداء کی اس مستعار تہذیب وثقافت اور ملعون زندگی کو جس کی یہ سب نحوستیں ہیں، یکسر خیر باد کہہ کر دنیا میں ایک باوقار و باعزت اور خوددار وطاقت ور قوم کی تشکیل ناگزیر ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ اور آخرت کی مسئولیت پر کامل یقین وایمان موجود ہو اور عہدِ حاضر کے تجربات ومشاہدات سے استفادہ کرنے والی عقل، صحیح عزمِ راسخ اور خوداعتمادی کی طاقت میسر ہو تو دنیا کی کوئی مشکل بھی مشکل نہیں ہے، عبرت کے لیے چین کی مثال موجود ہے، مگر درحقیقت یقین محکم ہونے کے بجائے کمزور، عقل کامل ہونے کے بجائے ناقص اور عزم راسخ ہونے کے بجائے متزلزل اور احساسِ کمتری غیرشعوری طور پر مسلط ہو چکا ہے۔ اسی قصور اور خامی کی وجہ سے صورتِ حال میں مؤثر انقلاب آفریں اقدامات کی ہمت نہیں ہوتی۔ **اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِيْ فَإِنَّهُمْ لَايَعْلَمُوْنَ.**

گروہ بندی، افتراق اور علماء کرام

جس طرح عوام اور قوم کے دوسرے طبقوں میں انتشار وافتراق اور تحزُّب (گروہ بندی) کارفرما ہے، اسی طرح علماء کرام کے طبقوں اور دینی اداروں میں بھی تشتُّت وافتراق موجود ہے، نہ صرف مختلف مکاتبِ فکر کے علماء میں بلکہ ایک ہی مکتبِ فکر کے بزرگوں میں بھی یہی صورت حال کارفرما ہے۔ کہیں جمعیت علماء اسلام ہے تو کہیں جمعیت علماء پاکستان، اور کہیں مجلسِ احرارِ اسلام موجود ہے تو کہیں جمعیتِ اہلِ حدیث، کہیں تنظیمِ اہلِ سنت ہے تو کہیں ادارہ ختم نبوت، دین کے لیے یہ انتشار و افتراق سانحۂ عظیم ہے۔ کاش! یہ سب ادارے یا کم از کم ایک ایک مکتب خیال کے ادارے ایک مرکز پر جمع اور متحد ومتفق ہو جائیں اور پھر باہمی تعاون ومشاورت اور متحدہ نظام کے تحت تقسیم کار کے اصول پر جو جماعت جس مقصد کے لیے زیادہ اہل اور موزوں ہو وہ کام اس کے سپرد کر دیا جائے۔ آپس میں کلی ارتباط واتحاد، تعاون وتناصر اور ہم آہنگی ویگانگت موجود ہو اور سب ایک نظام میں منسلک ہوں۔

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ سیدنا محمد وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ أجمعین

..... ⁂ ..... ⁂ ..... ⁂ ....